دورہ ماریشس۔احباب کو اخلاقی وروحانی ترقی اور دعوت الی اللہ کی نصیحت

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۶ر ستمبر ۱۹۸۸ء بمقام ماریشس)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ کا یہ بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے مجھے مغربی افریقہ کے بعد مشرقی افریقہ کے دورے کی بھی توفیق بخشی اور یہ مشرقی افریقہ کے اس سفر کا آخری ملک ہے جس میں میں آج آپ سے خطاب کر رہا ہوں۔ ماریشس مجھے بچپن ہی سے بہت عزیز رہا ہے کیونکہ جب میں ربوہ میں جامعہ کا طالب علم تھا بچپن تو نہیں کہنا چاہئے لیکن کافی عرصے سے، طالب علمی کے زمانے سے مجھے بہت عزیز رہا ہے۔ جب میں طالب علم تھا تو ماریشس کے طالب علموں سے بھی جو کالج میں پڑھتے تھے یا جامعہ میں آتے رہے۔ اسی طرح جلسہ سالانہ پر ماریشس سے آنے والے مہمانوں سے بھی بسا اوقات بے تکلف مجلسیں لگیں، ان کے ساتھ تعلقات بڑھے اور قریب سے ماریشس والوں کو دیکھنے کا موقع ملا۔ مجھ پر یہ تاثر تھا کہ ماریشس میں بسنے والے بہت خوش اخلاق لوگ ہیں ان میں مزاح کا ذوق بھی بہت ہے یعنی Scence of Humour جس کو کہتے ہیں اور جماعت کے ساتھ بہت اخلاص رکھنے والے اور ذہین ہیں، زرخیز ذہن ہیں ان کے اور اگر یہ خدمت دین کے اوپر مستعد ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت تیزی کے ساتھ نشوونما پا سکتے ہیں۔ یہ میرے عمومی تاثرات تھے ماریشس کے متعلق۔ اس لئے ہمیشہ دل میں یہ خواہش رہی کہ کسی وقت ماریشس جا کر وہاں کے حالات کا خود

جائزہ لوں۔

بعد ازاں کافی لمبے عرصے کے بعد غالباً ۱۹۷۶ء میں پہلی مرتبہ مجھے عارضی طور پر وکیل التبشیر مقرر کیا گیا اور ان دنوں میں خصوصیت سے جہاں میں نے باقی ملکوں کے حالات پر نظر ڈالی وہاں ماریشس کے حالات کا بھی جائزہ لیا۔ بعض پرانی فائلیں پڑھیں، پرانے حالات کو دیکھا کیا ہوتا رہا ہے، اب کیا ہو رہا ہے اور مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے جو بہت ہی دل آویز اور خوبصورت تصویر میں نے طالب علمی کے زمانے کی بنا رکھی تھی اسے اس مطالعہ کے نتیجے میں بہت سے زخم پہنچے اور وہ تصویر ویسی نہ رہی جیسا کہ میں نے سوچی تھی۔

بہت سی چیزیں جو میرے سامنے آئیں ان میں خاص طور پر ماریشس کی جماعت کا ایک رجحان تھا جس سے مجھے بہت تکلیف پہنچی اور وہ یہ نظر آیا کہ مختلف وقتوں میں جو مختلف مبلغ یہاں کام کرتے رہے ہیں یہاں ایک ایسا طبقہ ہے یا تھا، خدا کرے کہ تھا کا لفظ زیادہ موزوں ہو جو بعض مبلغین کو بعض دوسرے مبلغین کے متعلق کچھ بدظن کرتا رہا اور اس بات کو گویا ہوا دیتا رہا کہ تم تو اچھے ہو تم سے پہلے ایسے نہیں تھے۔ چنانچہ یوں معلوم ہوتا ہے جو میں نے فائلوں کا مطالعہ کیا کہ مختلف مبلغ اپنے بعض حلقہ نشین پیچھے چھوڑ گئے۔ کچھ لوگوں کا وہاں بعض خاص مبلغین سے تعلق ہوا کچھ دوسروں کا بعض دوسروں سے اور وہ یک جہتی جو ایک صحت مند بدن میں ایک روح اور ایک دماغ اور ایک دل کے تابع ہونی چاہئے وہ یک جہتی اس جماعت میں نظر نہ آئی۔

انگلستان آنے کے بعد جب میں نے وکالت تبشیر کی وساطت اختیار کئے بغیر براہ راست تمام دنیا کی جماعتوں کا مطالعہ شروع کیا اور تمام ڈاک جو دنیا بھر سے پہلے وکالت تبشیر معرفت خلاصے بن کے آیا کرتی تھیں خود دیکھنی شروع کی اور زیادہ گویا نزدیک سے جماعتی حالات کا مطالعہ شروع کیا تو اس وقت بھی ماریشس کے متعلق دو تکلیف دہ چیزیں میرے سامنے آئیں۔ اول یہ کہ یہاں کی لجنہ اماء اللہ ایک وقت میں یوں لگتا تھا جس طرح عین بیچ میں سے پھٹی ہوئی ہے۔ نہ عہدیداروں کو لجنہ کی ممبرات پر پورا اعتماد نہ لجنہ کی ممبرات کو عہدیداروں پر پورا اعتماد، ایک دوسرے سے بدظنی، ایک دوسرے کے خلاف باتیں کرنا۔ ایک ایسا تکلیف دہ دور تھا جس کے نتیجے میں مجھے وقتی طور پر لجنہ کو معطل بھی کرنا پڑا اور دوسری بات وہی پرانی بیماری کہ ایک مبلغ کو اٹھانا اور دوسرے مبلغ کو

گرانا اور اس طرح بعض مبلغین کا زیادہ منظور نظر بننا اور ان کی آنکھوں میں زیادہ مخلص بننا۔ یہ بیماری بھی معلوم ہوتا ہے مری نہیں۔

چنانچہ کچھ عرصہ پہلے میرے سامنے ایسی تکلیف دہ باتیں آئیں کہ جن سے پتا چلتا تھا کہ جماعت بجائے اس کے کہ مبلغین کے وجود سے پورا استفادہ کرے اور اگر مبلغ میں کسی میں کمزوری دیکھے تو جو مناسب طریق ہے اس کو اختیار کرتے ہوئے خلیفہ وقت کے سامنے وہ باتیں لائے۔ آپس میں اس طرح گروہوں میں، پوری جماعت تو میں نہیں کہہ سکتا مگر کچھ لوگ ایسے ضرور تھے جو گروہوں میں بٹے ہوئے نظر آرہے تھے اور بعض ایک مبلغ کے حق میں، بعض دوسرے مبلغ کے حق میں اور ایسی طرز اختیار کرلی تھی کہ اگر میں سختی سے دخل نہ دیتا تو جماعت فتنے کا شکار ہوسکتی تھی۔

ایک اور بات جو میں نے محسوس کی وہ یہ تھی کہ رشتے ناطے، بیاہ شادی وغیرہ کے سلسلے میں یہاں بہت کم نظم و ضبط نظر آیا اور معلوم ہوتا ہے ایک لمبے عرصے سے اس بات کی عادت ہی نہیں ڈالی گئی کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے مطابق جو نظام جاری فرمایا ہے اس کی پابندی کرنی چاہئے اسی میں برکت ہے۔ جب میں نے جائزہ لیا کہ کیوں ایسا ہو رہا ہے تو معلوم ہوا کہ ماریشس کی جماعت کے نوجوان اردگرد کے گندے ماحول سے کسی حد تک متاثر ہیں اور ان کے اندر جو اسلامی معاشرے کی بنیادی صفات ہونی چاہئیں ان میں کچھ کمزوری پائی جاتی ہے۔ بے راہروی، بے تکلفی سے بے پردگی کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ ملنا جلنا اور وہ جو مغربی معاشرے نے زہر پیدا کئے ہیں ہمارے سوسائٹی میں ان کے آثار مجھے وہاں بھی نظر آنا شروع ہوئے۔ اس لئے میں نے محسوس کیا کہ معلوم ہوتا ہے مبلغین نے کمزوری محسوس کی ہے۔ وہ یہ سمجھتے رہے کہ یہ جماعت ان معاملات میں ایسی روش پر چلی ہوئی ہے کہ اگر ہم نے سختی سے روکنے کی کوشش کی تو باغیانہ رویہ اختیار کیا جائے گا، ہماری بات نہیں مانی جائے گی اور اگر کوئی ایسے دھاکے ہوئے، کوئی ایسے واقعات ابھر کر سامنے آئے تو مرکز پر شاید ہمارا بھی برا اثر پڑے کہ ہمارے ہوتے ہوئے یہاں کیا ہو رہا ہے تو انہوں نے دراصل حالات سے ایک ایسا سمجھوتہ کیا جس کی ان کو اجازت نہیں تھی۔ حالات سے ایک ایسا سمجھوتہ کیا جو اسلام سے بے وفائی کے مترادف بنتا ہے۔ اگر میرا یہ تاثر درست ہے تو ان مبلغین کو، ان منتظمین کو استغفار کرنی چاہئے کیونکہ اس کے نتیجے میں جو برائیاں پہلے

روکی جاسکتی تھیں آج سے دس، پندرہ، بیس، پچیس سال پہلے وہ آج بڑھ کر اتنی نمایاں حیثیت اختیار نہ کر جاتیں۔ اس لئے یہاں کے نوجوانوں کی ایک بڑی تعداد ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ خاص تربیت کی محتاج ہے ان کو اسلامی اقدار کی طرف واپس لانے کے لئے ایک بہت بڑے جہاد کی ضرورت ہے۔ یہ تمام باتیں جو میں کھول کھول کر آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں کسی غصے کے نتیجے میں نہیں نہ آپ کو تکلیف دینا مقصود ہے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ پوری دنیا کی اصلاح سچائی کے بغیر نہیں ہوسکتی اور سچائی بھی وہ جو صاف ہو اور سیدھی ہو اور اس میں کوئی بدنیتی یعنی تکلیف دینے کی بدنیتی شامل نہ ہو، کوئی طعن و تشنیع نہ ہو۔ خالصۃً للہ انسان کسی درد کو محسوس کر کے صاف بات کہے تو اس سے اثر ہوتا ہے۔ اس لئے یہاں مجلس میں آپ کی برائیاں کھولنا ہرگز مقصود نہیں لیکن کوئی تو ایسا ہونا چاہئے جو آپ کو بتائے اور آپ کو متنبہ کرے کہ یہ وہ بیماریاں ہیں جو اس جماعت میں پائی جاتی ہیں ان کی اصلاح ہمارا فرض ہے۔ ساری جماعت کو ان کمزوریوں کے خلاف متحد ہو کر ایک جہاد کرنا چاہئے۔ یہ طریق وہ ہے جو قرآن کریم کے نزدیک ہمیشہ اصلاح پیدا کرتا ہے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اپنی کمزوریاں چھپانی چاہئیں۔ جہاں تک ذاتی کمزوریاں ہیں ان کو چھپانا اور خدا تعالیٰ سے ستاری طلب کرنا یہ کوئی بری بات نہیں لیکن جو کمزوریاں ایک عوام کی نظر میں آچکی ہوں، جو سب کے علم میں آچکی ہوں ان کے متعلق بات نہ کرنا یہ اسلامی آداب نہیں۔ ایسی کمزوریوں کے متعلق قرآن کریم کی دوسری آیات جو ہیں ان کے تابع عمل ہونا چاہئے۔ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران:۱۱۱) اس مضمون کی بہت سی آیات ہیں جس سے پتا چلتا ہے کہ جب معاشرے میں کچھ برائیاں پیدا ہوں تو کچھ لوگوں کو اپنی ذمہ داری مقرر کر لینی چاہئے کہ وہ بار بار لوگوں تک پہنچیں اور انہیں بری باتوں سے روکیں اور نیک باتوں کی تلقین کریں۔

ایک اور بات جس کے متعلق مجھے پریشانی رہی ہے وہ یہ ہے کہ جب سے میں نے دعوت الی اللہ کی تحریک کی ہے کثرت کے ساتھ تمام دنیا کے ممالک میں جہاں جہاں جماعتیں قائم ہیں داعی الی اللہ بھی مستعد ہو گئے اور میری آواز کے اوپر لبیک کہتے ہوئے انہوں نے اپنی اپنی طاقت اپنی اپنی توفیق کے مطابق کام شروع کر دیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ہماری بیعتوں کا جو سالہا سال سے گراف بنا چلا

آ رہا تھا اس میں ایک نمایاں اضافے کا رجحان پیدا ہو گیا۔ وہ ممالک جہاں سینکڑوں احمدی ہوتے تھے وہاں ہزاروں شروع ہو گئے، جہاں بیسیوں ہوتے تھے وہاں سینکڑوں شروع ہو گئے۔ جہاں دو تین کی تعداد تھی وہاں بیسیوں شروع ہو گئے اور یہ رجحان ایسا ہے جو مسلسل بڑھتا چلا جا رہا ہے لیکن ماریشس میں مجھے اس پہلو سے بھی کوئی تبدیلی نظر نہ آئی۔ اس کے باوجود جب بھی میں ماریشن دوستوں سے ملتا رہا انگلستان میں آ کر لوگ مجھے ملتے ہیں یا ویسے باہر کسی بعض دفعہ جماعتوں میں جرمنی وغیرہ میں دورہ کرتے ہوئے ملاقات ہو جاتی ہے۔ میرا ابھی بھی یہ تاثر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو بنیادی طور پر وہ صفات عطا کی ہوئی ہیں کہ اگر آپ ان کو خدمت دین پر لگا دیں اور دعا سے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں تو آپ کے اندر وہ مادہ ہے جو انقلابات پیدا کر سکتا ہے۔ آپ لوگ اگر اکٹھے ہو کر، مستعد ہو کر، حکمت کے ساتھ دعائیں کرتے ہوئے اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے کے بعد تبلیغ کا کام شروع کریں تو اتنا بھاری یہاں مواد موجود ہے جو سارا انسانی طاقت کو مواد اگر استعمال ہو تو چند سالوں کے اندر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ماریشس میں ایک روحانی انقلاب برپا ہو سکتا ہے۔

دعوت الی اللہ کا پروگرام جماعت کے لئے غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے اور اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جو پاک تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہے اس سے ہم امید رکھتے ہیں کہ جو کام غلبہ اسلام کا ہمیں دور دکھائی دیتا تھا وہ تیزی کے ساتھ قریب آنا شروع ہو گیا ہے اور ہوتا چلا جائے گا۔ مثال کے طور پر میں چونکہ افریقہ کی بات کر رہا ہوں۔ افریقہ کے ممالک کا جو میں نے گزشتہ بیعتوں کا جائزہ لیا تو دعوت الی اللہ کے پروگرام کے جاری ہونے کے بعد جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس میں برکت پڑی ہے اور پرانی بیعتوں کے مقابل پر رفتار میں تیزی آئی ہے اس کا اندازہ اس سے لگائیں کہ چند سال پہلے سارے افریقہ کے ممالک میں جتنی بیعتیں سالانہ ہوا کرتی تھیں اب گزشتہ سال ایک افریقہ کے ملک میں اس سارے افریقہ کے ممالک کی بیعتوں کے مقابل پر دگنی بیعتیں ہو چکی ہیں اور یہ رجحان مسلسل آگے بڑھ رہا ہے اور کم و بیش افریقہ کے ہر ملک پر برابر اطلاق پاتا ہے۔ تو وہ آواز جو خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کے ساتھ خلیفہ وقت کی طرف سے بلند ہو اس سے تعاون کرنے میں ہی برکت ہے۔ اس کے ساتھ ہر رنگ میں مخلصانہ تعاون پیش کرنا اور اپنی تمام طاقتوں کو اس راہ میں لگا دینا یہی سچا ایمان ہے۔ اس لئے آپ باقی دنیا کے ممالک سے پیچھے رہ رہے ہیں۔ آپ کا یہ

فرض ہے اور آپ کا یہ حق ہے کہ اس کام کو کریں اور اس لذت سے فیض یاب ہوں کیونکہ جو لذت خدا کی راہ میں دعوت دے کر روحانی پھل حاصل کرنے اور ان کا مزہ لینے میں ہے ویسی لذت اس کے سوا آپ کو کہیں نہیں مل سکتی۔

تبلیغ اور دعوت الی اللہ کے کام میں ایک بات پیش نظر رکھنا بہت ضروری ہے۔ دعوت الی اللہ میں کامیابی اچھی صحت کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ چونکہ ہم روحانی اصطلاحوں میں بات کر رہے ہیں اس لئے اچھی صحت سے مراد اچھی اخلاقی اور روحانی صحت ہے۔ اس کے بغیر آپ کے دلائل، آپ کے منطقی داؤ پیچ کوئی کام نہیں دے سکتے۔ اس لئے جو پہلے میں نے باتیں بیان کی ہیں وہ اسی لئے بیان کی تھیں کہ ان کی روشنی میں آپ کو دعوت الی اللہ کا پیغام دوں۔ جب تک وہ امور جن کا میں نے ذکر کیا ہے ان کی طرف آپ توجہ نہیں کرتے اور ان کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش نہیں کرتے اس وقت تک آپ کی دعوت الی اللہ کے کام میں برکت نہیں پڑ سکتی۔

دعوت الی اللہ کے کام میں دلائل کی بھی ضرورت ہے اس میں کوئی شک نہیں۔ منطقی طور پر انسان کو سمجھ بوجھ ہونی چاہئے کسی سوال کا جواب کیسے دینا ہے اور پھر علم کی بھی بہت ضرورت ہے۔ بغیر علم کے خالی منطقی زبان کی چالاکی تو بن جائے گی لیکن کوئی مؤثر فائدہ نہیں دے سکتی لیکن اس کے باوجود یہ دو چیزیں کافی نہیں ہیں۔ دعوت الی اللہ کی کامیابی کے لئے طاقت چاہئے۔ جو بات کسی کو پہنچائی جاتی ہے اگر وہ کمزوری سے پہنچائی جائے تو اس کا اثر نہیں ہوگا۔ اگر طاقت سے پہنچائی جائے تو اس کا اثر ہوگا اور روحانی دنیا میں طاقت نیکی سے پیدا ہوتی ہے۔ نیکی آپ کے بدن کی جان ہے یعنی روحانی بدن کی جان ہے۔ اگر آپ میں نیکی ہے تو آپ کے روحانی بدن میں بڑی قوت پیدا ہو جائے گی۔ اگر آپ میں نیکی نہیں ہے تو خواہ کتنی زبان کی چالاکیوں سے کام لیں، خواہ کتنے ہی علم کے جوہر دکھائیں آپ کی دعوت الی اللہ میں برکت نہیں پڑ سکتی۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کسی ناتواں کمزور مسلول، مدقوق یعنی بیمار آدمی کو جو سِل کا مریض ہو یا ٹی بی کا مارا ہوا ہو بیچارا اس کو آپ کراٹے کی مشق کرا دیں اور بہت ماہر بنا دیں اس کو کراٹے کا اور جوڈو کا کئی قسم کے جو مارشل آرٹس ہیں ان کو اس میں داؤ پیچ سکھا کر خوب ماہر بنا دیں۔ پھر اس کو کسی دوسرے آدمی سے لڑا دیں جس کو کچھ نہ آتا ہو۔ تو آپ کا کیا خیال ہے کہ وہ کمزور مارا پیٹا آدمی جسے خود اپنی ذات میں کھڑا ہوا نہیں جاتا اس کے داؤ پیچ اس

کے کام آجائیں گے۔ایک صحت مند نوجوان جس کو کچھ بھی نہ آتا ہوا یسا شخص اس کے ایک مکے کی مار بھی نہیں ہے۔وہ چالاکیاں کرتا رہے گا اور وہ مضبوط آدمی اس کو ایک ہاتھ سے یا ایک لات سے اس کو ڈھیر کر سکتا ہے۔تو اس لئے داؤ پیچ کافی نہیں ہوا کرتے۔داؤ پیچ استعمال کرنے کے لئے طاقت بھی ضروری ہے اور روحانی دنیا میں طاقت ہمیشہ تقویٰ سے پیدا ہوتی ہے۔

تبلیغ کے میدان تقویٰ اتنا ضروری ہے کہ تقویٰ کے بغیر نہ آپ کا علم کام آئے گا نہ آپ کی منطق کام آئے گی اور کچھ بھی آپ کو حاصل نہیں ہوگا جب تک آپ کے اندر، آپ کی بات کے اندر وزن پیدا نہ ہو اور وہ وزن تقویٰ ہی سے پیدا ہوتا ہے۔ویسے بھی دنیا میں اب اس بات کا رجحان تیزی سے بڑھ رہا ہے کہ دنیا روحانیت کی تلاش کر رہی ہے، دلائل کی تلاش نہیں کر رہی۔آج کی دنیا مغرب کی ہو یا مشرق کی ہو باوجود اس کے کہ بدیوں میں بھی آگے بڑھ رہی ہے، باوجود اس کے کہ مادہ پرستی میں بھی کافی بڑھتا ہوا رجحان دکھائی دیتا ہے لیکن اس کے باوجود ایک عمومی بیزاری سی بھی دنیا میں پائی جاتی ہے۔اپنے حال پر لوگ خوش نہیں ہیں۔وہ لوگ جو ڈرگ کے مریض ہیں یا دنیا کے عام لذتوں میں اندھا دھند پیچھے بھاگ رہے ہیں ان کا رجحان آپ دیکھیں تو وہ مطمئن نہیں اور یہ بے اطمینانی کی کیفیت ترقی یافتہ ملکوں میں بہت زیادہ دکھائی دے رہی ہے۔اس لئے ایک Undercurrent کے طور پر جیسے پانی کی سطح کے نیچے ایک رو چل پڑے ایک روحانیت کی تلاش کی رو بھی چلی ہوئی ہے۔اسی لئے جو آج کل کے زمانے میں Cultus وغیرہ کرشمہ سازیاں یہ لوگوں کی نظر اپنی طرف کھینچ رہی ہیں۔نئی Cultus نئے قسم کے دعوے کہ ہم یہ کر سکتے ہیں وہ کر سکتے ہیں تمہیں روحانی لذت عطا کر سکتے ہیں کثرت سے لوگوں کو کھینچتے ہیں اور اچھے بھلے تعلیم یافتہ لوگ دنیا کے لحاظ سے خوب واقف اور ہوشیار لوگ بھی اس آرزو میں کہ شاید ہمیں کوئی روحانی مزہ میسر آجائے ان لوگوں پر بے شمار دولت بھی نچھاور کر دیتے ہیں۔چنانچہ ایسی Cultus پچھلے دس بیس سال میں وجود میں آئی ہیں جنہوں نے آناً فاناً اربوں ارب ڈالر امریکہ سے کمالئے یا جرمنی سے بے شمار مارکس حاصل کر لئے، بڑے بڑے محل تعمیر کر لئے۔بنیاد تو اس بات پر تھی کہ وہ روحانیت پیش کر رہے تھے۔جھوٹی روحانیت صحیح مگر نام روحانیت کا تھا اور روحانیت کی پیاس دنیا میں چونکہ پیدا ہو چکی ہے اس لئے لوگوں نے اس طرف توجہ کی۔

جماعت احمدیہ کے پاس حقیقی روحانیت کا ہتھیار ہے۔ ایسی روحانیت جو خدا سے ملاتی ہے۔ جو روزمرہ زندگی میں خدا سے تعلقات قائم کروا دیتی ہے اور کسی ایک شخص کا انسان کو محتاج نہیں رہنے دیتی کہ فلاں شخص کی معرفت میں خدا سے ملوں بلکہ ایک Scientific Phenomenon کے طور پر ایک ایسے طبعی قانون کے طور پر جس پر جو عمل کرے اس کا نتیجہ دیکھ سکتا ہے۔ احمدیت خدا تعالیٰ سے ایک لقائے عام کی دعوت دیتی ہے سب دنیا کو۔ جو چاہے آزما کے دیکھے۔ خدا اس کا ہو جائے گا، اس سے پیار کرے گا، اس کی دعاؤں کو قبول کرے گا اس کے لئے عجائب کام دکھائے گا اس کے دل کو تسکین بخشے گا۔ یہ ہے احمدیت کا پیغام جو اور دنیا میں کسی قوم کے پاس نہیں۔ یہ ہوتے ہوئے اس کو چھوڑ کر اس کے بغیر، سب سے قوی ہتھیار کو لئے بغیر آپ میدان میں نکل جائیں تو اس کو حد سے بڑھی ہوئی سادگی کے سوا اور انسان کیا کہہ سکتا ہے۔

پس حقیقی بات یہ ہے اور اسی پر میں اس خطاب کو ختم کروں گا کہ آپ کو تبلیغ میں سب سے زیادہ کام آنے والی چیز روحانیت ہے اور روحانیت سے مراد وہ سچی روحانیت ہے جو تقویٰ سے پیدا ہوتی ہے۔ دکھانے کی روحانیت نہیں جو لوگوں کو اپنی مصنوعی نیکی کی طرف بلوانے کے لئے اختیار کی جاتی ہے بلکہ ایسی روحانیت جو آپ دوسروں کو عطا کر سکتے ہیں، جو ٹھوس حقیقت کے طور پر ہیں۔ جو خدا کی سچی محبت سے پیدا ہوتی ہے اور اس کے نتیجے میں انسان کے اندر ایک انقلاب برپا ہو جاتا ہے۔ اس کی کیفیت بدل جاتی ہے، اس کے اخلاق بدل جاتے ہیں، وہ دکھائی دینے لگتا ہے دنیا کو کہ ہاں اس کا تعلق کسی طاقتور ہستی سے ہو چکا ہے۔ اس کے اندر خدائی کے آثار ظاہر ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ یہ وہ روحانیت ہے جو دنیا کی ہر مقابل طاقت پر غالب آنے کی طاقت رکھتی ہے اور اگر کسی داعی الی اللہ میں اس قسم کی روحانیت ہو یعنی سادہ لفظوں میں اللہ تعالیٰ سے سچی محبت پیدا ہو جائے اس سے پیار پیدا ہو جائے اور خدا کے قرب کے آثار وہ دیکھنے لگے، اس کو اپنی ذات میں محسوس ہونے لگے کہ ہاں اب میں خدا کا ہو چکا ہوں تو ایسے شخص کی آواز میں ایک غیر معمولی طاقت پیدا ہو جاتی ہے وہ دلوں کو مغلوب کر دیتی ہے ایسا گہرا اثر پیدا کرتی ہے کہ فطرت کے اندر ڈوب جاتی ہے۔ یہ جو آواز ہے جس کی آج دنیا انتظار کر رہی ہے اور اس آواز کے بغیر آپ کامیابی سے دعوت الی اللہ نہیں کر سکتے۔ آپ کا ماحول یہاں دن بدن گندا ہوتا چلا جا رہا ہے اور سب سے بڑی تکلیف دہ بات یہ ہے کہ

اکثر معاشرتی خرابیوں کا ذمہ دار مسلمانوں کو قرار دیا جا رہا ہے۔ وہ اسلام جو خیر امت کے طور پر دنیا کے سامنے پیش کیا گیا، دنیا کے تمام امتوں سے بہتر امت، جس کا شعار ہی یہ مقرر فرمایا گیا کہ تم دنیا کو نیکیوں کی تعلیم دینے والے لوگ ہو اور بدیوں سے روکنے والے ہو۔ عجیب ظلم ہے یعنی انتہائی تعجب انگیز بات ہے جو انسان سوچ بھی نہیں سکتا کہ ایسی جماعت کو دنیا نیکیوں کی طرف بلائے اور دنیا ان کی برائیوں کی طرف ان کو متوجہ کرے اور وہ دنیا ایسی دنیا ہو جو دراصل شرک سے تعلق رکھنے والی دنیا ہے۔ یہاں مسلمانوں کے سوا ہندو بستے ہیں اور ہندوؤں میں سے بہت سے ایسے بھی ہیں جو موحد ہیں جو ایک خدا کو ماننے والے ہیں اور ان کے اندر اس لحاظ سے روحانیت بھی پائی جاتی ہے لیکن اکثریت بت پرستوں کی ہے۔ عجیب زمانہ الٹا ہے، عجیب تکلیف دہ انقلاب آیا ہے کہ ہندو مسلمانوں کو کہہ رہے ہیں کہ خدا کے لئے ہوش کرو۔ یہ برائیاں جو تم اختیار کر رہے ہو، یہ معاشرے کی بدیاں جو تم سارے ملک میں پھیلا رہے ہو یہ مہلک چیزیں ہیں یہ تمہیں بھی ہلاک کریں گی اور ہمیں بھی ہلاک کریں گی۔ تو وہ ہاتھ جوڑ کر مسلمانوں کے سامنے کھڑے ہو گئے کہ تم اس ملک کا خیال کرو، ہوش کرو اس کو تباہ ہونے سے بچاؤ، تمہاری وجہ سے ایک اچھا بھلا ہنستا بستا ملک جس پر خدا نے بڑے فضل کئے ہیں وہ تباہ ہو جائے گا۔ جہاں ایک دفعہ Drug Addiction کی عادت پڑ جائے وہاں قومیں ہمیشہ تباہ ہو جایا کرتی ہیں کوئی طاقت ان کو پھر روک نہیں سکتی۔ اس لئے بہت ہی زیادہ خوف اس چیز کے خلاف دنیا کی بڑی بڑی طاقتور مملکتوں میں بھی پیدا ہو چکا ہے۔ وہ بھی ڈر رہے ہیں اس ہولناک بیماری سے۔ چھوٹے ممالک خواہ وہ بظاہر خوشحال بھی ہوں ان کے اندر تو طاقت ہی نہیں ہے کہ اس قسم کی بدیوں کو زیادہ دیر برداشت کر سکیں۔ یہ ان کو کسی قیمت پر بھی زندہ نہیں رہنے دے سکتی۔ ایسی قومیں جب اس قسم کی بدیوں کا شکار ہو جائیں پھر آخر ہلاک ہو جایا کرتی ہیں اور ظلم کی بات یہ ہے کہ ہندو مسلمانوں کو نصیحت کر رہے ہیں۔ ظلم کی بات ان معنوں میں کہ مسلمانوں کے نقطۂ نگاہ سے۔ ان کے نقطۂ نگاہ سے تو بڑی اچھی بات اللہ تعالیٰ نے ان کو توفیق بخشی کہ اپنے بھائیوں، اپنے ہم وطنوں کو نیکی کی تعلیم دے رہے ہیں لیکن آپ کو تو شرم آنی چاہئے۔ آپ کو تو سوچنا چاہئے کہ ہمارے مسلمان بھائی حضرت محمد مصطفی ﷺ سے وابستہ، قرآن کریم سے وابستہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ آپ کو ہرگز اس بات پر مطمئن نہیں ہونا چاہئے کہ آپ ان سے الگ ہیں اخلاق اور کردار میں۔ اخلاق اور کردار میں الگ ہوں گے

تو امت مسلمہ سے کس طرح الگ ہو سکتے ہیں۔ امت مسلمہ کا آپ ایک حصہ ہیں اور امت مسلمہ پر جو داغ لگتا ہے وہ آپ کے دل کا داغ ہے۔ امت مسلمہ کو جو چرکا لگتا ہے وہ آپ کے سینے میں زخم ہے۔ اس لئے آپ ہرگز اس بات پر خوش نہ ہوں کہ آپ بحیثیت فرقہ ان سے الگ اور ممتاز ہیں اور لوگ کہتے ہیں کہ باقی مسلمان تو گندے ہو گئے ہیں احمدی نسبتاً بہتر ہیں۔ اول تو یہ بات زیادہ دیر چلا نہیں کرتی۔ وہ گندے ہوئے ہیں تو آپ بھی رفتہ رفتہ گندے ہو جائیں گے اگر آپ ان کو روکیں گے نہیں۔ اگر ان کی اصلاح نہیں کریں گے تو آپ کی اصلاح کی بھی کوئی ضمانت نہیں۔ دوسرے یہ کہ اسلام پر داغ لگ رہا ہے، قرآن پر داغ لگ رہا ہے، مسلمانوں پر جو محمد رسول اللہ ﷺ کے غلام ہیں۔ آپ کی غیرت برداشت کس طرح کرتی ہے یہ سوچ کر، اطمینان حاصل کرنے کی اجازت آپ کو کس طرح ملتی ہے کہ آپ الگ ہیں آپ برے نہیں ہیں اس لئے لوگ سب کہتے ہیں دوسرے مسلمان خراب ہیں۔ حضرت محمد مصطفی ﷺ کی محبت اور آپؐ کے عشق کا تقاضا یہ ہے کہ اسلام کے خلاف کہیں بھی کوئی انگلی اٹھے تو آپ کو یوں لگے کہ آپ کے دل کا نشانہ لے رہی ہے۔ اس کی وہ نوک آپ کے سینے میں چبھنی چاہئے۔ اس کے بغیر آپ سچے مسلمان بن ہی نہیں سکتے۔ اس لئے اپنے دلوں کی فکر کریں ضروری نہیں کہ ان کو تبلیغ کر کے پہلے احمدی بنایا جائے۔ آپ یہ نصیحت عام کر دیں درد کے ساتھ اور محبت کے ساتھ ان کو سمجھانا شروع کریں کہ خدا کے واسطے اسلام کو بدنام نہ کرو۔ تم ہمیں سچا سمجھو یا نہ سمجھو، جھوٹا سمجھو یا جو چاہو کہہ لو لیکن خدا کے لئے محمد مصطفی ﷺ کی طرف منسوب ہو کر اسلام کے اوپر طعن و تشنیع کے سامان تو مہیا نہ کرو۔ یہ آپ اگر درد کے ساتھ نصیحت شروع کریں اور لوگوں کو سنبھالنا شروع کریں تو آپ کی اپنی بھی اصلاح ہو گی۔ نصیحت کرنے والا ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ دوسروں کے مقابل پر زیادہ محفوظ رہتا ہے۔ جو دوسروں کی برائیاں دور کرنے کی کوشش کرے اس کا ضمیر ہمیشہ اس کو کچوکے دیتا رہتا ہے اور بالآخر اس کا ضمیر اس کی برائیوں پر غالب آ جایا کرتا ہے۔ اس لئے آپ کے لئے دوہرا فائدہ ہے۔ ایک تو یہ کہ اسلام اور محمد رسول اللہ ﷺ کی محبت میں اگر آپ بھائیوں کو نصیحت شروع کریں گے تو اللہ تعالیٰ اس میں بہت برکت دے گا اور آپ کے اسلام کی حفاظت فرمائے گا اور دن بدن آپ کی باتوں میں، آپ کے اعمال میں برکت بڑھتی چلی جائے گی۔ دوسرا یہ کہ اس کے نتیجے میں عمومی طور پر آپ کا ضمیر خود آپ کی حفاظت شروع کر دے گا اور پہلے

سے بڑھ کر حفاظت کرے گا اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کے نتیجے میں رفتہ رفتہ جماعت کے اندر بہت سی پاک تبدیلیاں پیدا ہوں گی۔

یہ سب باتیں میں بطور نصیحت آپ کو کہتا ہوں اگر آپ کا استقبال سچا تھا جس کا اظہار آپ نے ائیر پورٹ پر کیا، اگر واقعی آپ کے دل میں ویسا ہی جوش ہے جس طرح آپ نے نعروں میں اس کا اظہار کیا، اگر واقعی مجھ سے آپ کو ویسی ہی محبت ہے جیسی آپ کی آنکھوں میں میں نے دیکھی اور بہتے ہوئے آنسوؤں کی گرمی میرے دل نے محسوس کی تو پھر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ کو ان سب باتوں پر عمل کرنا پڑے گا اس کے بغیر آپ کے یہ سارے دعوے جھوٹے ثابت ہوں گے۔ سچی محبت وہ ہوتی ہے جو اثر پذیر ہو۔ اگر سچی محبت ہے تو پھر جس سے محبت ہو اس کی باتوں کا اثر قبول کیا جاتا ہے۔ اس کی نصیحتوں پر عمل کرنا چاہئے۔ اس لئے میں امید رکھتا ہوں کہ آپ ان سب باتوں کو اپنے ذہنوں میں، اپنے دلوں میں محفوظ رکھیں گے اور جلد جلد اپنے اندر وہ پاک تبدیلیاں پیدا کریں گے جس کے نتیجے میں یہاں بھی اسی طرح نشو ونما شروع ہو جائے گی جس طرح دنیا کے دیگر ممالک میں نشو ونما شروع ہو چکی ہے۔ صحت مند درخت پھولتا اور پھلتا ہے اور طرح طرح سے وہ شاخیں نکالتا ہے اور نئی نئی کونپلیں اس سے پھوٹتی ہیں جو آنکھوں کو طراوت دیتی ہیں۔ اسی طرح روحانی جماعتوں کا حال ہے اگر ان کی صحت اچھی ہو جائے تو وہ ضرور پھولتی پھلتی ہیں۔ وہ ایک حالت پر کھڑی رہ ہی نہیں سکتیں۔ اس لئے ضرور صحت میں کچھ خرابیاں ہیں ان کی طرف آپ توجہ کریں۔ آپ کو صحت نصیب ہو گئی تو بنیادی طور پر آپ کے اندر وہ صفات موجود ہیں جن کے نتیجے میں میں امید رکھتا ہوں کہ آپ بہت تیزی کے ساتھ انشاء اللہ ترقی کریں گے اور دنیائے اسلام اور دنیائے احمدیت کے لئے فخر کا موجب بنیں گے۔ اللہ کرے آپ کو یہ سب کچھ کرنے کی توفیق ملے۔ آمین۔